3. مندرجہ ذیل میں سے صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں۔

i. سر سائیرل ریڈکلف نے ہندوستان کی تقسیم کا منصوبہ پیش کیا۔

ii. بھارت میں پٹھان کوٹ کی شمولیت سے اُسے کشمیر تک پہنچنے کا زمینی راستہ مل گیا۔

iii. کلکتہ صوبہ بنگال کا دارالخلافہ تھا۔

iv. قیامِ پاکستان کے بعد ملک کو سرکاری ملازمین کی کوئی کمی درپیش نہ ہوئی۔

v. گاندھی نے پاکستان کو مشترکہ اثاثوں میں حصہ دلوانے میں مدد کی۔

4. درج ذیل کے مختصر جوابات لکھیں۔

i. ریڈکلف ایوارڈ کے تحت کون سے علاقے متنازعہ حیثیت اختیار کر گئے؟

ii. تقسیم ہند کے وقت پاکستان کو کیوں مسائل میں الجھا دیا گیا؟

iii. ضلع گورداسپور مسلم اکثریت والا علاقہ کیوں بھارت میں شامل کر دیا گیا؟

iv. فیلڈ مارشل آچینلک کو اُس کے عہدے سے کیوں ہٹا دیا گیا؟

v. قائداعظم نے طلبہ کو کس بات کی زیادہ تلقین کی؟

5. تاریخی پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے مسئلہ کشمیر کا امکانی حل پیش کریں۔

6. پاکستان اور بھارت میں نہری تنازعہ کیوں پیدا ہوا؟ دونوں ممالک نے اس کے حل کے لیے کیا اقدامات کیے؟ ایک جامع نوٹ لکھیں۔

7. پاکستان کے گورنر جنرل کی حیثیت سے قائداعظم کی قائدانہ صلاحیتوں پر روشنی ڈالیں۔

8. ایک اچھے راہ نما کے لیے کن کن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے؟

9. آپ کے خیال میں قوموں کے درمیان اختلافی مسائل کا بہترین حل کیا ہو سکتا ہے۔ موجودہ عالمی تناظر میں بحث کریں۔

ارضِ پاکستان

براعظم ایشیا کے نقشے پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ اس کے جنوب میں ایک جزیرہ نما قطعہ زمین واقع ہے جو جنوبی ایشیا کہلاتا ہے۔ اس کو کوہ ہمالیہ اور اس کی شاخیں براعظم کے شمالی حصے سے جدا کرتی ہیں۔ جنوبی ایشیا کے شمال مغربی حصے میں سرزمینِ پاکستان 61° اور 76° طول بلد مشرقی اور 24° اور 37° عرض بلد شمالی کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا کل رقبہ 796096 مربع کلومیٹر ہے۔ شمالی علاقہ جات اور مغربی قبائلی علاقہ جات کو ملا کر کل رقبہ 868591 مربع کلومیٹر ہو جاتا ہے۔

پاکستان کے شمال میں کوہ ہمالیہ اور کوہ قراقرم کا پہاڑی سلسلہ ہے۔ یہاں افغانستان کے علاقے واخان کی ایک پٹی پاکستان کو تاجکستان سے جدا کرتی ہے۔ شمال مغرب میں افغانستان واقع ہے۔ مغرب میں ایران کا اسلامی ملک ہے۔ پاکستان کے شمال مشرق میں مقبوضہ ریاست جموں و کشمیر کے علاوہ جمہوریہ چین کے علاقے سینکیانگ (XINJIANG) اور تبت واقع ہیں۔ مشرق میں بھارت کے علاقے پنجاب اور راجپوتانہ واقع ہیں۔ پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب اور بحرِ ہند ہے۔

2017ء کی مردم شماری کے مطابق ہماری آبادی 207.7 ملین سے تجاوز کر چکی ہے۔

پاکستان کے محلِ وقوع کی اہمیت

پاکستان جغرافیائی اور سیاسی لحاظ سے ایشیا کے مرکز اور دنیا کے حساس ترین خطے میں واقع ہے۔ پاکستان کا محلِ وقوع بین الاقوامی تجارت، علاقائی سالمیت، اور اسلامی دنیا کے مفادات کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ دنیا میں چند ہی علاقے محلِ وقوع کے لحاظ سے اتنے اہم ہیں۔

پاکستان دنیائے اسلام کے درمیان میں واقع ہے جو مغرب میں مراکش سے لے کر مشرق میں انڈونیشیا تک پھیلی ہوئی ہے۔ شمال میں وسطِ ایشیا کی مسلم ریاستیں اور چین کا صوبہ سینکیانگ ہے۔ ان میں سے اکثر ممالک تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ جنوب مشرق کے مسلم ممالک بعض معدنی اور زرعی پیداوار کے

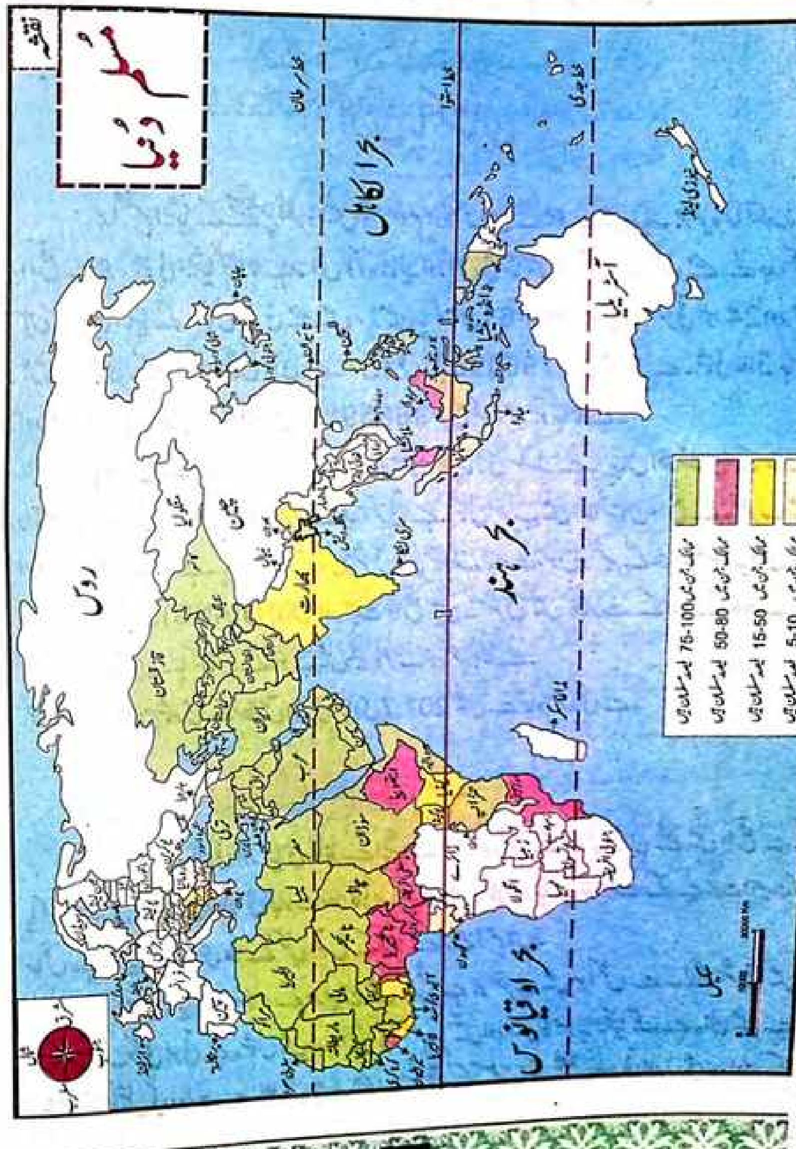

لیے اہم ہیں۔ ان تمام ممالک کے ساتھ ہمارے تاریخی، مذہبی، ثقافتی اور تجارتی رشتے قائم ہیں۔

شمال مشرق میں پاکستان کی سرحدیں چین سے ملی ہوئی ہیں۔ چین کے ساتھ شاہراہ قراقرم کے راستے تجارت اور آمدورفت ہوتی ہے۔ شاہراہِ قراقرم تجارتی اور فوجی لحاظ سے بہت اہمیت کی حامل ہے۔

پاکستان ۔ وسطی ایشیا کا دروازہ

پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب ہے جو بحرِ ہند کا شمالی حصہ ہے۔ یہ بین الاقوامی سیاست کے لحاظ سے ہمیشہ خصوصی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ بحیرہ عرب کے کنارے کراچی کی اہم ترین بندرگاہ ہے جو بین الاقوامی بحری اور فضائی راستوں پر واقع ہونے کے باعث یورپی، ایشیائی اور افریقی ممالک کے درمیان روابط میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ چین کی مدد سے تعمیر ہونے والی نئی بندرگاہ گوادر انھی روابط کے بڑھتے ہوئے تقاضوں کو پورا کر سکے گی۔ ان بندرگاہوں کی سہولت کی وجہ سے پاکستان کی اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔

افغانستان، تاجکستان، ازبکستان، کرغزستان، قازقستان، ترکمانستان اور آذربائیجان خشکی سے گھرے ہوئے ہیں۔ ان کی اپنی کوئی ایسی بندرگاہ نہیں جس کے ذریعے آسانی سے بین الاقوامی بحری تجارتی راستوں تک رسائی حاصل کی جاسکے۔ افغانستان پہلے ہی سے اپنی بیرونی تجارت کے لیے پاکستان پر انحصار کرتا ہے۔ سویت یونین سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ان مسلم ریاستوں اور پاکستان کے درمیان صدیوں پرانے رشتے بحال ہو رہے ہیں۔ تیل، گیس، بجلی، سیاحت وثقافت، بنک کاری، صنعت وتجارت، تعلیم اور دیگر کئی شعبوں میں باہمی اشتراک اور امداد وتعاون کے معاہدے ہو چکے ہیں۔ ایران، ترکی اور پاکستان پر مشتمل اقتصادی تعاون کی تنظیم (سابقہ آر سی ڈی) میں بھی ان مسلم ممالک اور افغانستان کو شامل کیا جاچکا ہے۔ ان ممالک پر مشتمل قدرتی وسائل سے مالا مال وسیع وعریض خطہ مستقبل قریب میں اقتصادی ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار ہوگا۔ اس مقصد کے لیے آمدورفت کے ذرائع بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ افغانستان کے ساتھ کوئٹہ سے قندھار تک ریل کی پٹڑی بچھانے کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ وسطِ ایشیائی مسلم ریاستوں سے ریل کا رابطہ قائم کرنے کا منصوبہ زیرِ غور ہے۔ وسطی ایشیا اور بحیرہ کیسپین کا خطہ دنیا کے تیل وگیس کے سب سے بڑے ذخائر کا علاقہ بتایا جاتا ہے۔ ترکمانستان سے براستہ افغانستان گیس پائپ لائن بچھانے کا معاہدہ بھی ہو چکا ہے۔

ایک خوش آئند مستقبل کی جانب پیش قدمی کے طور پر پاکستان نے اپنی سڑکوں، ریلوں، بندرگاہوں اور ٹیلی مواصلات وغیرہ کے نظام کو وسیع اور جدید ترین بنانے کے لیے تیزی سے کام شروع کر دیا ہے۔ اس سے نہ صرف اندرون ملک تجارت اور آمدورفت وغیرہ میں سہولت پیدا ہوگی بلکہ افغانستان اور وسطِ ایشیائی ممالک کے ساتھ تجارت و آمدورفت اور اقتصادی روابط کو وسعت اور استحکام بھی نصیب ہوگا اور یہ ممالک آسانی سے بحرِ ہند تک رسائی حاصل کر سکیں گے۔

بھارت کو اپنی معیشت آگے بڑھانے کے لیے توانائی کی اشد ضرورت ہے۔ یہ توانائی اسے وسط ایشیائی ریاستوں قطر اور ایران کے تیل و گیس کے ذخائر سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پاکستان اپنی سرزمین سے پائپ لائن گزارنے کی پہلے ہی سے اجازت دے چکا ہے۔

پاکستان کے طبعی خدوخال

پاکستان ایک وسیع علاقے میں پھیلا ہوا ہے۔ اس لیے اس کے خدوخال ایک جیسے نہیں، اور یہ سب خدوخال اپنی الگ الگ خاصیتیں رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے سرزمینِ پاکستان کو مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ شمالی پہاڑی سلسلے — 2۔ مغربی پہاڑی سلسلے
3۔ کوہستان نمک و سطح مرتفع پوٹھوہار — 4۔ دریائے سندھ کا میدانی علاقہ
5۔ سطح مرتفع بلوچستان — 6۔ تھل و تھر کا ریگستانی علاقہ
7۔ ساحلی علاقہ

1. شمالی پہاڑی سلسلے میں ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش کے طویل اور برف پوش پہاڑ شامل ہیں۔ کوہ ہمالیہ کے سلسلہ کو مندرجہ ذیل پہاڑوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

i۔ شوالک ii۔ پیر پنجال iii۔ ہمالیہ کبیر iv۔ کوہ لداخ

2. مغربی پہاڑی سلسلے پاکستان کے ایک وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل مشہور پہاڑ شامل ہیں۔

i۔ شندور یا ہندوراج (ہندوکش) ii۔ دیر، سوات اور سندھ کوہستان iii۔ کوہ سفید

iv۔ وزیرستان کے پہاڑ v۔ کوہ سلیمان vi۔ کوہ کیرتھر

3. کوہستان نمک و سطح مرتفع پوٹھوہار:۔ کوہستان نمک کا سلسلہ ضلع جہلم کے جنوب سے شروع ہو کر مغرب میں کوہ سلیمان سے جاملتا ہے۔ سطح مرتفع پوٹھوہار کوہ نمک کے شمال میں واقع ہے۔

4. دریائے سندھ کے میدانی علاقے کو بالائی اور زیریں میدانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

5. سطح مرتفع بلوچستان کا وسیع علاقہ پاکستان کے جنوب مغربی حصے میں پھیلا ہوا ہے۔

6. تھل و تھر کا ریگستان

i. دریائے سندھ اور جہلم کے درمیان ریگستانی علاقہ تھل کہلاتا ہے۔

ii. تھر کا ریگستانی علاقہ پاکستان کے جنوب مشرق میں بہاولپور سے شروع ہو کر رن کچھ کے علاقے تک چلا جاتا ہے

7. ساحلی علاقے:- پاکستان کا ساحلی علاقہ صوبہ سندھ میں رن کچھ اور بھارتی سرحد سے شروع ہو کر مغرب میں ایران کی سرحد تک چلا جاتا ہے۔ یہ دو حصوں یعنی ساحل سندھ اور ساحل مکران پر مشتمل ہے۔

پاکستان کی آب و ہوا

پاکستان خط سرطان کے اوپر واقع ہے۔ اس کا زیادہ حصہ سمندر سے دور ہے۔ اس لیے یہاں کی آب و ہوا شدید قسم کی ہے۔ جسے بری قسم کی آب و ہوا کہتے ہیں۔ یہاں چاروں موسم آتے ہیں لیکن دو موسم گرما اور سرما اہم ہیں۔ موسم گرما مئی سے ستمبر تک ہوتا ہے۔ اس موسم میں شدید گرمی پڑتی ہے بعض مقامات پر درجہ حرارت 50 سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے مثلاً سبی اور جیکب آباد دنیا بھر کے گرم ترین مقامات کے طور پر شہرت رکھتے ہیں۔ موسم سرما میں کوئٹہ، زیارت، مری، چترال، گلگت اور دیر میں سخت سردی پڑتی ہے اور بعض مقامات پر درجہ حرارت نقطۂ انجماد سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ موسمِ گرما اور موسمِ سرما میں نمایاں فرق کی وجہ ملک کے بیشتر حصے کا ساحل سمندر سے دور ہونا ہے۔

آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کے خطے

آب و ہوا کے لحاظ سے پاکستان کو مندرجہ ذیل خطوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

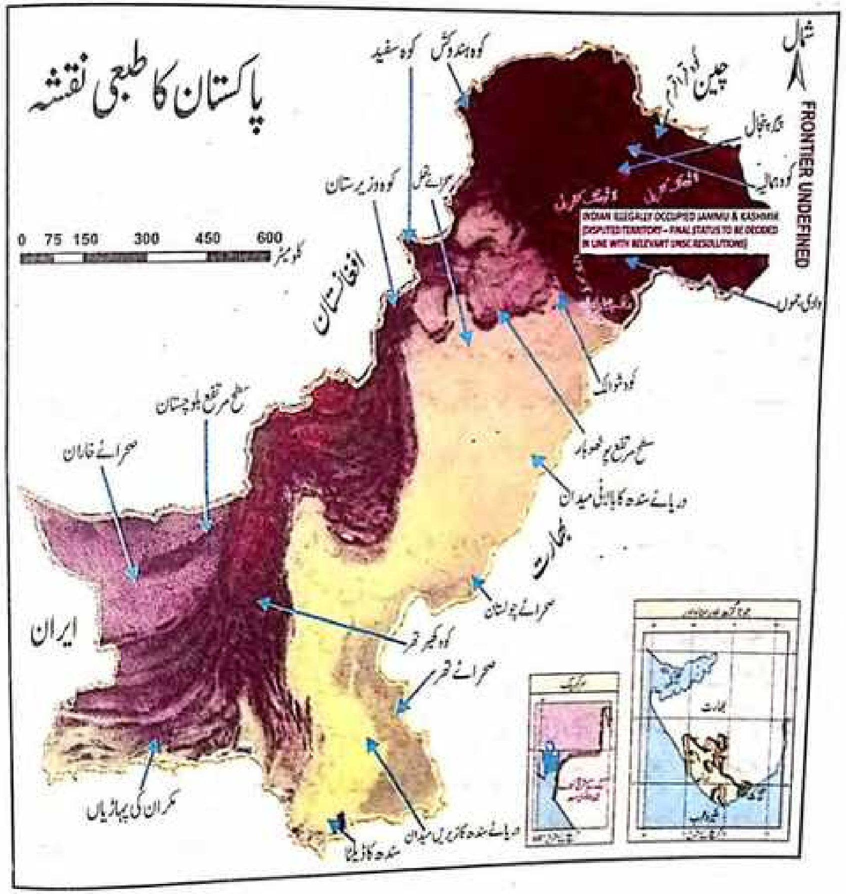

1) سرد آب وہوا کا شمالی اور شمال مغربی پہاڑی خطہ:۔

پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں موسمِ سرما میں سخت سردی پڑتی ہے۔ بلند مقامات پر برف باری ہوتی ہے اور درجہ حرارت نقطہ انجماد سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ اس سردی میں نہ تجارت ہو سکتی ہے اور نہ زراعت۔ کاروبارِ زندگی سست پڑ جاتا ہے۔ لوگ جفاکش ہیں۔ روزی کی تلاش میں میدانی علاقوں کا رخ کرتے ہیں۔ پہاڑوں کی ڈھلوانی سطح پر برف باری اور بارش کے باعث کاشتکاری کی بے شمار دشواریوں کی وجہ سے لوگ متبادل پیشے جیسے مال مویشی پالنا، محنت مزدوری کرنا اور ملازمت کرنا اختیار کرتے ہیں۔ ان دشواریوں کی وجہ سے ذرائع آمد و رفت بھی کم ہیں۔ موسم کی خرابی، گھنے بادل، بارش اور برف باری کی وجہ سے شمالی علاقوں سے زمینی اور فضائی راستے منقطع ہو جاتے ہیں۔ زیادہ بارشوں اور برف باری سے شاہراہ قراقرم اور گلیات وغیرہ میں عموماً پہاڑی تودے راستہ بند کر دیتے ہیں۔

2) شدید آب وہوا کا شمالی میدانی خطہ:۔

شمالی پہاڑی علاقوں کے جنوب میں وسیع میدانی علاقہ ہے۔ یہاں کی آب وہوا شدید قسم کی ہے یعنی سردیوں میں سخت سردی اور گرمیوں میں سخت گرمی پڑتی ہے اور بارش بھی ہوتی ہے۔ زمین کی زرخیزی، پانی کی فراہمی اور خاص طور پر آب وہوا زراعت کے لیے موزوں ہے۔ گرمی ہو یا سردی دونوں موسموں میں فصلیں اگائی جا سکتی ہیں۔ فصلوں کا تعین بھی آب وہوا پر منحصر ہے۔ میدانی علاقے کے لوگ زراعت کے علاوہ تجارت، صنعت و حرفت، سرکاری و غیر سرکاری ملازمت اور ذاتی کاروبار وغیرہ بھی کرتے ہیں۔ زمین ہموار ہے۔ سارے شہر اور گاؤں چھوٹی بڑی سڑکوں اور ریلوے کے ذریعے آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ بڑے شہروں میں ہوائی جہاز اندرون ملک اور بیرون ملک آتے جاتے ہیں۔ تعلیم اور زندگی کی دوسری سہولتیں موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ ملک کا گنجان ترین علاقہ ہے۔

موسمِ گرما میں دن کے وقت گرم اور خشک ہوائیں چلتی ہیں۔ جنھیں "لُو" کہتے ہیں۔ بعض اوقات یہ گرم ہوائیں گرد آلود آندھی کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ کبھی کبھی گرج چمک کے ساتھ بارش ہو جاتی ہے۔ جو عارضی طور پر سکون کا باعث بنتی ہے۔

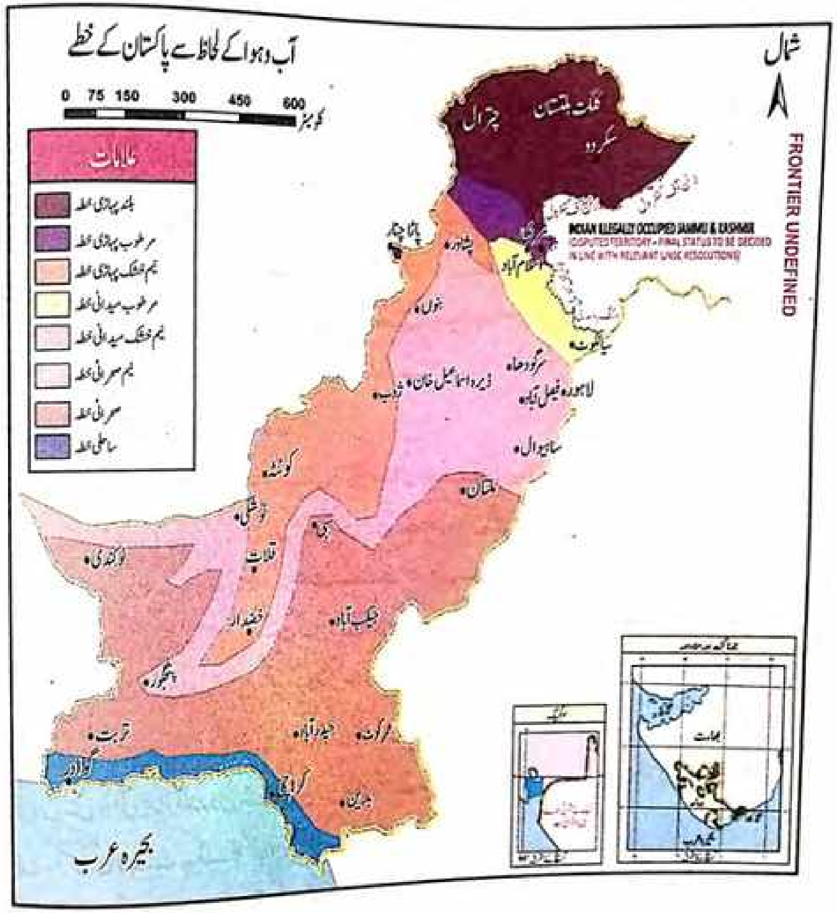

3) زیریں وادی سندھ اور ریگستان تھر کا خطہ:۔

جنوبی اور مشرقی وادی سندھ میں صحرائی کیفیت پائی جاتی ہے۔ یہاں موسم گرما میں دن کے وقت شدید گرمی پڑتی ہے۔ گرم خشک "لو" اور غبار آلود آندھیاں چلتی ہیں۔ جن کی وجہ سے کام کاج مشکل ہو جاتا ہے۔ البتہ رات کے وقت درجہ حرارت میں کمی آجاتی ہے۔ یہاں کے لوگ ڈھیلے ڈھالے کپڑے اور سر پر پگڑیاں باندھتے ہیں تاکہ سورج کی تپش، لو اور گرم ریتلی ہوا سے محفوظ رہ سکیں۔ سردیوں کا موسم مختصر ہوتا ہے۔ یہاں کے لوگوں کا عام پیشہ گلہ بانی ہے۔ جن علاقوں میں آب پاشی کا انتظام ہے وہاں کاشت کاری کی جاتی ہے۔ لوگ کھلے اور ہوادار گھروں میں زندگی گزارتے ہیں۔ مکانوں کی دیواریں موٹی اور کچی ہوتی ہیں۔ جن علاقوں تک نسیم بحری پہنچتی ہے وہاں گھروں کی چھتوں پر بادگیر سمندر کے رخ بنائے گئے ہیں۔ ان تمام باتوں کا مقصد گھروں کو گرمیوں میں ہوادار اور ٹھنڈا رکھنا ہے۔ جن علاقوں میں ریت زیادہ ہے وہاں آمدورفت مشکل ہے۔ لوگ اونٹوں پر رات کو سفر کرتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ علاقہ خشک سالی کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔ پانی اور چارہ کی کمی کی وجہ سے مال مویشیوں کا بڑا جانی نقصان ہوتا ہے۔

4) بری آب وہوا کا سطح مرتفع بلوچستان کا خطہ:۔

سطح مرتفع بلوچستان کی آب وہوا بھی شدید قسم کی ہے۔ بارش اور پانی کی کمی نے پورے بلوچستان کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ یہ علاقہ زیادہ تر بے آب و گیاہ خشک اور ریگستانی ہے۔ موسم گرما میں خوب گرمی پڑتی ہے۔ سبی اور لورالائی کے گرم ترین علاقے بھی اس خطے میں ہیں۔ پہاڑوں کے دامن میں جہاں تھوڑا بہت پانی ملتا ہے وہاں عملِ تبخیر سے بچنے کے لیے زمین دوز نالیوں یا کاریز کے ذریعے آب پاشی کی جاتی ہے۔ اس خطے کے مشرق اور شمال مشرقی حصے میں سرد اور خشک آب وہوا کی بدولت پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان کے پھلوں کا 45 فیصد حصہ بلوچستان فراہم کرتا ہے۔

5) بحری آب وہوا کا ساحلی خطہ:۔

جنوب کی طرف بڑھیں تو ساحلی علاقہ آجاتا ہے، جہاں سمندر قریب ہونے کی وجہ سے آب وہوا معتدل اور مرطوب ہے۔ آب وہوا مرطوب ہونے کی وجہ سے کراچی میں سوتی کپڑے کے کارخانے زیادہ ہیں کیونکہ رطوبت کی وجہ سے دھاگہ نہیں ٹوٹتا۔ پام کے درختوں کی کاشت کے لیے ساحلی علاقے کی آب وہوا کو

موزوں پایا گیا ہے۔ لہٰذا ملائیشیا سے پودے لا کر یہاں لگائے گئے ہیں۔ ان کی پھلیوں سے کھانے کا تیل حاصل کیا جاتا ہے۔

آب وہوا کا انسانی زندگی پر اثر:۔

انسان کی زندگی پر آب وہوا کا اثر مسلمہ ہے۔ اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو صاف ظاہر ہے کہ پرانی تہذیبیں وہیں پھلی پھولیں جہاں انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں کے لیے آب وہوا انتہائی سازگار رہی۔

موجودہ دور کی سائنسی ترقی نے موسمی حالات کو اپنے طور پر ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آب وہوا انسان کی صحت، طرزِ بودوباش، کاروبار، عادات، لباس، سوچ، رسم ورواج اور نقل وحرکت پر پوری طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کرتی ہے۔

پاکستان ایک وسیع ملک ہے۔ اس کے طبعی خدوخال میں یکسانیت نہیں۔ اس کے کل رقبہ کے 60 فیصد حصہ پر پہاڑ اور سطوح مرتفع ہیں جبکہ باقی ماندہ حصے میدانی اور صحرائی ہیں۔ اس طرح اس کی آب وہوا بھی ایک حصہ سے دوسرے حصے میں مختلف ہے۔ اس فرق کی نسبت سے مختلف علاقوں میں تقسیم آبادی، لوگوں کے رہن سہن اور ان کی مصروفیات میں بھی فرق ہے۔

معاشی عدم توازن:۔

معاشی عدم توازن سے مراد یہ ہے کہ ہمارے اخراجات زیادہ اور آمدن کم ہو یا ہماری ضروریات زندگی کا حصول آمدن میں ممکن نہ ہو۔ پاکستان گزشتہ 73 سالوں سے معاشی عدم توازن کا شکار رہا ہے۔ کیونکہ آمدن کم اور اخراجات زیادہ رہے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات بہت زیادہ اور ترقیاتی اخراجات کم ہیں۔ ہماری برآمدات کم اور درآمدات زیادہ ہیں۔ اس لیے بجٹ میں خسارہ معاشی عدم توازن کا شکار رہا ہے۔

ہمارے بجٹ کا بڑا حصہ جاری اخراجات پر مشتمل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر مالی سال 21-2020 کے بجٹ کا 41 فیصد قرضوں کی ادائیگی، 23 فیصد دفاعی اخراجات اور 25 فیصد باقی جاری اخراجات ہیں۔ اس طرح ترقیاتی اخراجات کے لیے بجٹ کا صرف 11 فیصد رہ جاتا ہے جو کہ ایک ترقی پذیر ملک کی تیز رفتار ترقی کے لیے ناکافی ہے۔

معاشی عدم استحکام کے اسباب

قیامِ پاکستان کے وقت آبادی زیادہ تھی اور وسائل موجود نہ تھے۔ پاکستان غیر موزوں حالات سے دوچار تھا کہ 1948ء کی پاک بھارت جنگ نے پاکستان کے لیے مزید مشکلات پیدا کیں۔

حکومت پاکستان نے ترقی کے لیے پانچ سالہ پروگرام شروع کیے جن کی بدولت صنعتوں کو فروغ دیا گیا۔ زراعت کی ترقی کے لیے ڈیم اور نہریں بنائی گئیں۔ معاشی حالت کو بہتر کرنے کے لیے عالمی برادری سے امداد لی جس سے صنعت اور زراعت میں ترقی ہوئی۔

1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں نے ایک بار پھر ہماری معیشت کو بُری طرح متاثر کیا۔ ان حالات کی بدولت پاکستان کے اُوپر قرضہ اور سود بڑھتا گیا۔

ہماری حکومتوں نے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے فوجی قوت بڑھانے پر توجہ دی، جبکہ سیاسی عمل تھوڑے تھوڑے وقفوں سے ٹوٹتا رہا۔ سیاسی عمل کے مسلسل جاری نہ رہنے کی وجہ سے ملک میں نہ تو استحکام آ سکا اور نہ ہی لوگوں میں اعتماد کی فضا پیدا ہو سکی۔

سیاسی جماعتوں کی پالیسیاں بھی بدلتی رہیں۔ نیشنلائزیشن کی پالیسی کی وجہ سے صنعتی ترقی رک گئی۔ ملک میں پانی کی کمی کا مسئلہ سنگین ہوتا گیا۔ بجلی کا بحران بھی رہا، جس سے صنعت کاروں کا اعتماد ٹوٹ گیا۔ صوبوں میں ترقی کے یکساں مواقع نہ پیدا ہو سکے۔ پھر جنگ کے سائے بھی ہماری سرزمین پر چھائے رہے۔

پاک بھارت تعلقات کشمیر کے مسئلے پر ہمیشہ خراب رہے۔ اب دونوں ممالک ایٹمی قوت بن چکے ہیں جبکہ ان کے درمیان مسائل جوں کے توں کھڑے ہیں۔ اقوامِ متحدہ اور عالمی برادری بھی کشمیر جیسے مسئلے پر ثالثی سے پرہیز کرتی ہے۔ اس صورت میں نئی صنعتیں لگانے اور نئی سرمایہ کاری کے امکانات کم ہوتے چلے گئے۔ دوسری طرف افغانستان کے حالات بھی ہماری معیشت پر منفی طور پر اثر انداز ہوتے رہے۔ سمگلنگ اور منشیات نے ہماری معیشت کو تباہ کر دیا۔ اس طرح ہم ترقی کے بجائے قرضوں کے بوجھ تلے دبتے چلے گئے۔ آج بھی پاکستان اربوں ڈالر کا مقروض ہے۔

آبادی میں تیز رفتار اضافے کی وجہ سے معاشی حالت کا سنبھلنا مشکل ہو گیا ہے۔ پاکستان کے مختلف اضلاع پس ماندہ رہے جس کی وجہ سے لوگ شہروں کی طرف نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔ ہم زرعی ملک ہونے کے

موزوں پایا گیا ہے۔ لہٰذا ملائیشیا سے پودے لا کر یہاں لگائے گئے ہیں۔ ان کی پھلیوں سے کھانے کا تیل حاصل کیا جاتا ہے۔

آب وہوا کا انسانی زندگی پر اثر:۔

انسان کی زندگی پر آب وہوا کا اثر مسلمہ ہے۔ اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو صاف ظاہر ہے کہ پرانی تہذیبیں وہیں پھلی پھولیں جہاں انسانی زندگی کے جملہ پہلوؤں کے لیے آب وہوا انتہائی سازگار رہی۔

موجودہ دور کی سائنسی ترقی نے موسمی حالات کو اپنے طور پر ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آب وہوا انسان کی صحت، طرزِ بود وباش، کاروبار، عادات، لباس، سوچ، رسم ورواج اور نقل وحرکت پر پوری طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ غرضیکہ زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کرتی ہے۔

پاکستان ایک وسیع ملک ہے۔ اس کے طبعی خدوخال میں یکسانیت نہیں۔ اس کے کل رقبہ کے 60 فیصد حصہ پر پہاڑ اور سطوح مرتفع ہیں جبکہ باقی ماندہ حصے میدانی اور صحرائی ہیں۔ اس طرح اس کی آب وہوا بھی ایک حصے سے دوسرے حصے میں مختلف ہے۔ اس فرق کی نسبت سے مختلف علاقوں میں تقسیم آبادی، لوگوں کے رہن سہن اور ان کی مصروفیات میں بھی فرق ہے۔

معاشی عدم توازن:۔

معاشی عدم توازن سے مراد یہ ہے کہ ہمارے اخراجات زیادہ اور آمدن کم ہو یا ہماری ضروریات زندگی کا حصول آمدن میں ممکن نہ ہو۔ پاکستان گزشتہ 73 سالوں سے معاشی عدم توازن کا شکار رہا ہے۔ کیونکہ آمدن کم اور اخراجات زیادہ رہے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات بہت زیادہ اور ترقیاتی اخراجات کم ہیں۔ ہماری برآمدات کم اور درآمدات زیادہ ہیں۔ اس لیے بجٹ میں خسارہ معاشی عدم توازن کا شکار رہا ہے۔

ہمارے بجٹ کا بڑا حصہ جاری اخراجات پر مشتمل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر مالی سال 21-2020 کے بجٹ کا 41 فیصد قرضوں کی ادائیگی، 23 فیصد دفاعی اخراجات اور 25 فیصد باقی جاری اخراجات ہیں۔ اس طرح ترقیاتی اخراجات کے لیے بجٹ کا صرف 11 فیصد رہ جاتا ہے جو کہ ایک ترقی پذیر ملک کی تیز رفتار ترقی کے لیے ناکافی ہے۔

معاشی عدم استحکام [illegible]

قیامِ پاکستان کے وقت آبادی زیادہ تھی اور وسائل موجود نہ تھے۔ پاکستان غیر موزوں حالات سے دوچار تھا کہ 1948ء کی پاک بھارت جنگ نے پاکستان کے لیے مزید مشکلات پیدا کیں۔

حکومت پاکستان نے ترقی کے لیے پانچ سالہ پروگرام شروع کیے جن کی بدولت صنعتوں کو فروغ دیا گیا۔ زراعت کی ترقی کے لیے ڈیم اور نہریں بنائی گئیں۔ معاشی حالت کو بہتر کرنے کے لیے عالمی برادری سے امداد لی جس سے صنعت اور زراعت میں ترقی ہوئی۔

1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں نے ایک بار پھر ہماری معیشت کو بُری طرح متاثر کیا۔ ان حالات کی بدولت پاکستان کے اُوپر قرضہ اور سود بڑھتا گیا۔

ہماری حکومتوں نے اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لیے فوجی قوت بڑھانے پر توجہ دی، جبکہ سیاسی عمل تھوڑے تھوڑے وقفوں سے ٹوٹتا رہا۔ سیاسی عمل کے مسلسل جاری نہ رہنے کی وجہ سے ملک میں نہ تو استحکام آ سکا اور نہ ہی لوگوں میں اعتماد کی فضا پیدا ہو سکی۔

سیاسی جماعتوں کی پالیسیاں بھی بدلتی رہیں۔ نیشنلائزیشن کی پالیسی کی وجہ سے صنعتی ترقی رک گئی۔ ملک میں پانی کی کمی کا مسئلہ سنگین ہوتا گیا۔ بجلی کا بحران بھی رہا، جس سے صنعت کاروں کا اعتماد ٹوٹ گیا۔ صوبوں میں ترقی کے یکساں مواقع نہ پیدا ہو سکے۔ پھر جنگ کے سائے بھی ہماری سرزمین پر چھائے رہے۔

پاک بھارت تعلقات کشمیر کے مسئلے پر ہمیشہ خراب رہے۔ اب دونوں ممالک ایٹمی قوت بن چکے ہیں جبکہ ان کے درمیان مسائل جوں کے توں کھڑے ہیں۔ اقوامِ متحدہ اور عالمی برادری بھی کشمیر جیسے مسئلے پر ثالثی سے پرہیز کرتی ہے۔ اس صورت میں نئی صنعتیں لگانے اور نئی سرمایہ کاری کے امکانات کم ہوتے چلے گئے۔ دوسری طرف افغانستان کے حالات بھی ہماری معیشت پر منفی طور پر اثر انداز ہوتے رہے۔ سمگلنگ اور منشیات نے ہماری معیشت کو تباہ کر دیا۔ اس طرح ہم ترقی کے بجائے قرضوں کے بوجھ تلے دبتے چلے گئے۔ آج بھی پاکستان اربوں ڈالر کا مقروض ہے۔

آبادی میں تیز رفتار اضافے کی وجہ سے معاشی حالت کا سنبھلنا مشکل ہو گیا ہے۔ پاکستان کے مختلف اضلاع پس ماندہ رہے جس کی وجہ سے لوگ شہروں کی طرف نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔ ہم زرعی ملک ہونے کے

باوجود زراعت میں خود کفیل نہ ہو سکے۔ سیاحت کے بہتر مواقع ہونے کے باوجود ہم ساحلوں اور شمالی علاقہ جات کو ترقی نہ دے سکے۔ ہم تیل، گیس، پن بجلی اور آبی ذخائر سے بھی بہتر طور پر فائدہ نہ اٹھا سکے۔
ان حالات میں موجودہ حکومت نے معاشی ترقی کو مثبت رُخ پر ڈھالنے کی کوششیں شروع کر دی ہیں۔ پاکستان کے نسبتاً پسماندہ علاقوں سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا اور جنوبی پنجاب پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے نئے ڈیم تعمیر کرنے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

سیاحت

جنگِ عظیم دوم کے بعد "سیاحت" کو باقاعدہ صنعت (Industry) کا درجہ دے دیا گیا۔ اسے معاشی ترقی اور ملکی خوشحالی میں اضافہ کرنے کا ذریعہ مانا گیا ہے۔ آج کل سیاحت کئی ملکوں کی قومی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے۔

سیاحت سے جہاں حکومت کو زرِ مبادلہ حاصل ہوتا ہے وہاں لوگوں میں خیر سگالی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کو سمجھنے کے مواقع ملتے ہیں۔ علاقائی اور عالمی امن و بھائی چارہ کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ سیاحت کی اہمیت کے پیشِ نظر حکومت پاکستان نے اسے 1970ء میں باقاعدہ صنعت کا درجہ بخشا۔ سیاحت کے فروغ اور سیاحوں کی سہولت کے لیے پاکستان ٹورزم ڈیویلپمنٹ کارپوریشن (پی ٹی ڈی سی) قائم کی گئی ہے جو کہ وزارتِ سیاحت کے زیرِ نگرانی اور رہنمائی میں کام کرتی ہے۔

سیاحوں کے لیے سامانِ دلکشی

پاکستان دنیا کے ان چند گنے چنے ملکوں میں شمار ہوتا ہے جہاں سیاحوں کی دلکشی، شوق و تسکین کے لیے فلک بوس برف سے ڈھکے پہاڑ، گلیشیر، جنگلات سے ڈھکی حسین و جمیل وادیاں، بلند ترین چوٹیاں، تاریخی مقامات، آثارِ قدیمہ کے نوادرات، رنگا رنگ روایات، روایتی میلے، ثقافتی رنگینیاں اور نیلگوں ساحلِ سمندر موجود ہے۔

شمالی علاقہ جات

شمالی علاقہ جات میں قدرت نے اتنے رنگا رنگ قدرتی مظاہر اور حسین نظارے جمع کر دیے ہیں کہ

دنیا میں ایسے بہت کم مقامات ہوں گے۔ موسمِ خزاں میں درختوں کے پیلے اور زعفرانی پتے ایسا سماں باندھتے ہیں جیسے جنگل میں رنگوں کی آگ بھڑک اٹھی ہو۔ موسمِ گرما میں سیب، ناشپاتی اور آڑو کے درخت پھلوں سے لدے ہوتے ہیں۔ ان وادیوں کے اطراف میں جگہ جگہ خوبصورت آبشاریں، ان کے دلفریب حسن میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔ یہاں جھیلوں، چشموں اور قدرتی نالوں میں ٹراؤٹ مچھلی بکثرت پائی جاتی ہے۔ یہاں دنیا کے تین عظیم پہاڑی سلسلے کوہ ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش گلے ملتے ہیں۔ ان میں دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی کے-ٹو (8611 میٹر) کے علاوہ 36 دوسری بلند چوٹیاں ہیں۔ ان میں نانگا پربت (8126 میٹر) راکاپوشی (7788 میٹر) اور ترچ میر (7690 میٹر) نمایاں ہیں۔ دنیا میں یہ خطہ انٹارکٹیکا کے بعد سب سے زیادہ برف سے ڈھکا ہوا ہے۔

وادی گلگت

قدرتی مناظر کا انمول خزانہ وادی گلگت میں مہاتما بدھ کی چٹان، تاج مغل کی سات سو سالہ پرانی یادگار، علی آباد (وادی ہنزہ) نگر، درہ شندور، شندور جھیل، سکردو وغیرہ قابلِ دید جگہیں ہیں۔ راما جھیل (استور) سے نانگا پربت کے مشرقی حصے کا نہایت شاندار نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

وادی چترال

قدرتی حسن اور دلکش نظاروں کی سرزمین وادی چترال میں بیر موغلشت کا قلعہ (چترال)، کیلاش وادیاں، (بمبوریت، رمبور اور بریر) قابلِ دید ہیں۔ گرم چشمہ میں گندھک کے بھاپ اگلتے ہوئے گرم پانی کے چشمے جلدی بیماریوں کی شفا کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

وادی کاغان

فطرتی حسن سے مالا مال وادی کاغان میں خوش منظر جھیلوں، وادیوں، پانی کے چشموں، پہاڑی چوٹیوں اور آبشاروں کے علاوہ شوگران، سری، پائے، شاران، ناران اور جھیل سیف الملوک کی سیر کی جا سکتی ہے۔

وادی سوات

اس وادی میں ہر طرف پھیلے دلفریب اور حسین نظارے ہر دم اپنا رنگ بدلتے نظر آتے ہیں۔ پہاڑوں پر دور دور آباد بستیاں ایک الگ تھلگ دنیا کا نقشہ پیش کرتی ہیں۔ برف پوش چوٹیاں موسمِ گرما کی ہنسی اڑاتی محسوس ہوتی ہیں۔ بل کھاتے ہوئے راستے کے ساتھ ساتھ دریائے سوات شور مچاتا جھاگ اڑاتا ایسا نظر آتا ہے کہ پانی نہیں دودھ کا دریا ہے۔ وادی سوات میں منگورہ، سیدو شریف، سفید محل (مرغزار) بحرین، مالم جبہ، میاندم، مدین، کالام، ماہوڈنڈ کی تازہ اور فرحت بخش ہوا گرمی کے ستائے ہوئے سیاحوں کو تر و تازہ کر دیتی ہے اور رستے کی ساری تھکن دور ہو جاتی ہے۔

مالم جبہ میں ہر سال سرمائی سیاحت کو فروغ دینے کے لیے سکی انگ (Skiing) کے مقابلے اور میلہ ہوتا ہے۔ جس میں ملکی اور غیر ملکی شائقین اور سیاح شرکت کرتے ہیں۔

گلیات

گرمی کے ستائے ہوئے میدانی علاقوں کے لوگوں کے لیے ملکہ کوہسار مری، نتھیا گلی، ڈونگا گلی، ایوبیہ، خانس پور، گھوڑا گلی، ٹھنڈیانی اور بھوربن جائے پناہ ہے۔ یہ اپنے فطری حسن اور مسحور کن نظاروں کے لیے اپنی مثال آپ ہیں۔

شاہراہ قراقرم

دنیا کا آٹھواں عجوبہ سول انجینئرنگ کا شاہکار یہ شاہراہ حویلیاں سے شروع ہوتی ہے اور ایبٹ آباد، مانسہرہ، تھاکوٹ، بشام، پٹن، داسو، چلاس، گلگت اور ہنزہ سے ہوتی ہوئی پاک چین سرحد خنجراب تک جاتی ہے۔ اسے پندرہ سال کے عرصہ میں پاکستان آرمی کے جوانوں اور چینی ماہرین نے انتہائی دشوار گزار اور سنگلاخ چٹانوں کو کاٹ کر تعمیر کیا۔ اس پر سفر کرنا تاریخ کو دہرانا ہے کیونکہ یہ قدیم اور اہم تجارتی شاہراہ ابریشم کی جگہ بنائی گئی ہے۔

شاہراہ قراقرم پر سفر کرتے ہوئے مانسہرہ سے ایک سڑک مشرق کو مڑ جاتی ہے جو بالاکوٹ اور ناران

سے ہوتی ہوئی وادی کاغان کو جاتی ہے۔

ان خوبصورت مقامات کے علاوہ پاکستان کے شہر بھی اپنے دامن میں سیاحوں کے لیے گوناگوں دلچسپیوں کے سامان لیے ہوئے ہیں۔

سیاحت کا فروغ

پاکستان میں سیاحوں کے اپنے اپنے ذوق کے مطابق سب کچھ موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قومی مفاد کو مدِنظر رکھتے ہوئے سیاحت کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے۔ ملکی و غیر ملکی سیاحوں کو راغب کرنے کے لیے ابلاغِ عامہ سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جائے۔ اس سلسلے میں خصوصاً ٹیلی ویژن اور بیرونی ممالک میں ہمارے سفارت خانے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ پاکستانی سفارت خانے غیر ملکی سیاحوں کو زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کریں اور ویزہ کی پابندیاں نرم کی جائیں۔ سیاحتی مقامات کی طرف جانے والی سڑکوں کی حالت بہتر بنائی جائے۔ ملک کے اندر امن و امان قائم کیا جائے تاکہ سیاحوں میں عدم تحفظ کا احساس ختم ہو اور سیاحت کو فروغ ملے۔

نقشہ خوانی (Map Reading)

زمین کے چھوٹے یا بڑے حصوں کے ایک یا ایک سے زیادہ علاقائی خدوخال مثلاً دریاؤں، پہاڑوں، میدانوں، سڑکوں، آبادیوں یا فصلوں وغیرہ کو کاغذ پر خاکہ کی شکل میں پیش کرنے کا نام "نقشہ" ہے۔ اس کے ذریعے تھوڑی سی جگہ پر بہت سی معلومات اکٹھی کی جا سکتی ہیں۔ اس کے ذریعے بڑی آسانی سے دور دراز کے علاقوں کے حالات انھیں دیکھے بغیر جانے جا سکتے ہیں۔ یہ معلومات ایک ہی نقشہ میں کئی مختلف رنگوں یا طرح طرح کی علامات یا ہر ایک چیز جدا جدا نقشوں پر دکھائی جا سکتی ہے۔ جیسے دریاؤں کا ایک علیحدہ نقشہ بھی بن سکتا ہے۔ نقشوں میں بہت سی چیزیں اہم ہیں۔ جن میں خطوط عرض بلد، طول بلد، سمت، نقشہ کا پیمانہ اور رواجی علامات یا نشانات شامل ہیں۔

خطوط طول بلد و عرض بلد

کسی بھی مقام کو جاننے کے لیے سب سے پہلی ضروری چیز یہ ہے کہ اس کا محل وقوع معلوم ہو اور

محل وقوع کا صحیح تعین طول بلد اور عرض بلد سے کیا جاتا ہے۔ تمام بڑے اٹلسوں (نقشوں کی کتاب) کے آخر میں دنیا کے اہم شہروں اور مقامات کے طول بلد اور عرض بلد دیے جاتے ہیں تاکہ ان کی مدد سے ان مقامات کو آسانی سے نقشہ پر معلوم کیا جاسکے۔

طول بلد اور عرض بلد فرضی خطوط ہیں۔ تمام طول بلد کا مرکزی طول بلد جس کو صفر درجہ طول بلد مانا گیا ہے۔ لندن کے قریب گرینچ نامی مقام سے گزرتا ہے۔ ہر ایک طول بلد سورج کے سامنے سے گزرنے میں چار منٹ کا وقت لیتا ہے۔ چنانچہ دو طول بلد میں وقت کا فرق یہی چار منٹ ہوں گے۔ چونکہ دنیا کے تمام مقامات کا وقت صفر درجہ طول بلد یعنی گرینچ کے طول بلد کی مناسبت سے مقرر کیا گیا ہے اس لیے جو مقامات گرینچ سے مشرق میں ہونگے ان کا وقت گرینچ کے وقت سے طول بلد کے فرق کے مطابق آگے ہوگا۔ جو مغرب میں ہونگے ان کا وقت طول بلد کے فرق کے مطابق گرینچ کے وقت سے پیچھے ہوگا۔ اب آلات ایجاد ہو چکے ہیں جو بٹن دبانے پر کسی مقام کا محل وقوع بتا دیتے ہیں۔

پیمانہ

زمین اور نقشے میں فاصلوں کی لمبائی کے تناسب کو نقشے کا "پیمانہ" کہا جاتا ہے۔ ایک نقشہ 1 سنٹی میٹر = 1 کلومیٹر کے پیمانہ پر بنا ہوا ہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نقشے پر ایک سینٹی میٹر کا فاصلہ زمین پر ایک کلومیٹر ہے۔ ہر نقشے پر پیمانہ کا اظہار ضرور کیا جاتا ہے تاکہ نقشہ دیکھنے والوں کو پتا چل سکے کہ زمین اور نقشوں پر فاصلے کی کیا نسبت ہے۔ پیمانوں کا اظہار عام طور پر تین طرح سے کیا جاتا ہے۔

1- بیان سے (Statement of Scale)
2- کسر اعتباری سے (Representative Fraction)
3- خطی پیمانہ سے (Graphic Scale)

1- بیان سے:- اس طریقے میں نقشے کا پیمانہ اس پر اس طرح دیا جاتا ہے۔

1 سینٹی میٹر = 1 کلومیٹر

یہ پڑھ کر اندازہ ہوجاتا ہے کہ نقشے پر ایک سینٹی میٹر زمین پر ایک کلومیٹر کے برابر ہے۔

2- کسر اعتباری:- اس طریقے میں نقشے پر دیے ہوئے فاصلے اور زمین کے اصلی فاصلے کی نسبت کو کسر عام کے ذریعے سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے 1:100000 کا مطلب ہے کہ نقشے پر کوئی بھی ایک لمبائی مثلاً ایک سینٹی میٹر زمین پر 100000 گنا ویسی ہی لمبائی یعنی 100000 سینٹی میٹر کو ظاہر کرتی ہے اس طرح

$$\text{کسر اعتباری} = \frac{\text{نقشہ پر فاصلہ}}{\text{زمین پر فاصلہ}} = \frac{1}{100000} \text{ یا } 1:100000$$

3- خطی پیمانہ: اس طریقہ میں نقشے کے نیچے ایک لکیر بنا کر اس کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے اور ہر حصہ نقشہ اور زمین پر فاصلوں کی نسبت کو ظاہر کرتا ہے جیسے:-

ایک حصہ کا اصلی فاصلہ ایک سینٹی میٹر کے برابر ہے لیکن اس پر ایک کلومیٹر درج ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ زمین پر ایک کلومیٹر فاصلہ نقشے پر ایک سینٹی میٹر کے برابر ہے۔

پیمانوں کے لحاظ سے نقشوں کی تین قسمیں ہیں۔

1- علاقائی نقشہ (Regional Map)
2- سطحی نقشہ (Topographical Map)
3- رقباتی نقشہ (Cadastral Map)

1- علاقائی نقشہ: یہ نقشہ چھوٹے پیمانہ پر ہوتا ہے۔ یہ عموماً دنیا، براعظموں اور ملکوں کے متعلق تمام معلومات پیش کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس میں تفصیلات کی کمی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اکثر اٹلسوں میں یہی نقشے بنائے گئے ہیں اور تعلیمی مقاصد کے لیے بہت عمدہ تصور کیے جاتے ہیں۔

2۔ سطحی نقشے: چونکہ اس نقشے کا پیمانہ علاقائی نقشے سے کافی بڑا ہوتا ہے لہٰذا اس میں کسی علاقہ کی اونچائی، نیچائی کے علاوہ دریا، جنگل، گاؤں، شہر، سڑکیں، ریلوے لائن اور نہریں بھی کافی تفصیل سے دکھائی جاتی ہیں۔

3۔ رقباتی نقشہ: یہ سطحی نقشے سے بھی بڑے پیمانہ پر ہوتا ہے اور اس میں ہر چیز بہت زیادہ تفصیل سے دی جاتی ہے۔ مثلاً گاؤں اور کھیتوں کی حدود بھی دکھائی جاتی ہے۔ رقباتی نقشے کان کنی یا مالیہ وغیرہ کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

پیمانوں کے مطابق تقسیم کے علاوہ نقشوں کی تقسیم ضرورت یا مقاصد کے لحاظ سے بھی کی جاتی ہے۔ ان میں طبعی نقشے، ثقافتی نقشے اور معاشی نقشے شامل ہیں۔

1۔ طبعی نقشے: یہ نقشے زمین کی اندرونی و بیرونی کیفیت کے علاوہ موسم اور نباتات کے متعلق معلومات پیش کرنے میں استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان میں زمینی کیفیت، ارضیاتی، موسمیاتی اور نباتاتی نقشے شامل ہیں۔

2۔ ثقافتی نقشے: یہ وہ نقشے ہیں جو انسانوں سے متعلق معلومات پیش کرتے ہیں۔ مثلاً مذاہب کی تقسیم، قبائل کی تقسیم، زبانوں کی تقسیم، آبادی کی تقسیم، ملکوں کی تقسیم یا تاریخی واقعات مثلاً کسی بادشاہ کی سلطنت کی حدود دکھانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

3۔ معاشی نقشے: یہ نقشے انسان کے ذریعہ معاش سے متعلق معلومات پیش کرتے ہیں۔ ان میں پیداواری، تجارتی اور ذرائع آمدورفت کے نقشے شامل ہیں۔

نقشوں کی رواجی علامات یا نشانات (Conventional Signs)

نقشہ پڑھنے، سمجھنے یا بنانے کے لیے مختلف قسم کے نشانات یا علامات کو سیکھنا ضروری ہے۔ ان سے نقشے میں مختلف قدرتی اور معاشرتی خدوخال دکھائے جاتے ہیں۔ ان کو رواجی علامات یا نشانات کہا جاتا ہے۔ یہ اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ ان کو دیکھتے ہی اصل چیز یا تصور ذہن میں ابھر آتا ہے اور نقشہ کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ عموماً نقشے کے نیچے درج ہوتے ہیں اور عموماً رنگوں، نام کے ابتدائی حروف لکھ کر، چیز کی شکل بنا کر، لکیر کھینچ کر، نقطے لگا کر مستطیل یا مربع بنا کر ظاہر کیے جاتے ہیں۔ رواجی علامات یا نشانات دو قسم کے خدوخال کو ظاہر کرتے ہیں۔ ایک قدرتی اور دوسرے انسانی۔

مشق

1. خالی جگہوں کو موزوں الفاظ سے پُر کریں۔

i. افغانستان کے علاقے واخان کی پٹی پاکستان کو ________ سے جُدا کرتی ہے۔

ii. دنیائے اسلام مغرب میں مراکش سے لے کر مشرق میں ________ تک پھیلی ہوئی ہے۔

iii. چین کے ساتھ ________ کے راستے تجارت ہوتی ہے۔

iv. دریائے سندھ اور جہلم کے درمیان ریتلا علاقہ ________ کہلاتا ہے۔

v. جنگِ عظیم دوم کے بعد ________ کو باقاعدہ صنعت کا درجہ دیا گیا۔

vi. پیمانوں کا اظہار عام طور پر ________ طرح سے کیا جاتا ہے۔

2. مندرجہ ذیل میں صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں۔

i. پاکستان کے جنوب میں بحیرہ عرب واقع ہے۔

ii. پاکستان دنیائے اسلام کے آخری کنارے پر واقع ہے۔

iii. سبی اور جیکب آباد کا شمار دنیا کے گرم ترین مقامات میں ہوتا ہے۔

iv. دُنیا کی سب سے بلند ترین چوٹی K-2 ہے۔

v. شاہراہِ قراقرم کو دُنیا کا ساتواں عجوبہ کہا جاتا ہے۔

3. بریکٹ میں دیے گئے الفاظ میں سے درست لفظ کا انتخاب کریں۔

i. ننکانہ صاحب کس مذہب کے پیروکاروں کا مقدس مقام ہے؟

(ہندو، سکھ، بدھ، جین مت)

ii. کون سا صوبہ پاکستان کے پھلوں کا 45% حصہ فراہم کرتا ہے؟

(خیبر پختونخوا، پنجاب، سندھ، بلوچستان)

iii. ہر ایک طول بلد سورج کے سامنے سے گزرنے میں وقت لیتا ہے؟

(2 منٹ، 4 منٹ، 6 منٹ، 10 منٹ)